شعبہ نشر و اشاعت :
عالمی تنظیم العارفین، دربار عالیہ حضرت سخی سلطان باھوؒ

جہادِ فی سبیل اللہ

فرمانِ حق تعالیٰ ہے :۔ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ وَ تُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِاَمْوَالِکُمْ وَ اَنْفُسِکُمْ ط ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (پ ۲۸ الصف۔۱۱) ترجمہ ”ایمان رکھو اللہ پر اور اُس کے رسول پر اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو اپنے مال سے اور اپنی جان سے کہ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم جانو تو“

اِس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول پر ایمان لانے کے بعد سب سے پہلا حکم اُس کی راہ میں مال و جان سے جہاد کرنے کا دیا گیا ہے کیوں کہ جُونہی انسان اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب کی طرف بڑھنے کا اِرادہ کرتا ہے تو ظاہر و باطن کی تمام منفی قوتیں اُسے اِس اِرادہ سے باز رکھنے کی سر توڑ کوششیں شروع کر دیتی ہیں اور اِس شدّت سے اُسے راہِ حق سے روکتی ہیں کہ انسان اگر اپنی ساری توانائیاں اور ساری صلاحیتیں اُن کے توڑ پر صرف نہ کر دے تو وہ اپنے مقصدِ حیات میں ناکام ہو جائے۔

جہاد کا لفظ ”جُہد“ سے نکلا ہے جس کے معنی محنت، مشقّت اور کوشش کے ہیں لیکن دینی اِصطلاح میں ”جہاد“ دینِ حق کی سربلندی اور اُس کی حفاظت کیلئے ہر قسم کی محنت، کوشش، قربانی اور ایثار کرنے اور اپنی تمام جسمانی، مالی، فکری اور دماغی صلاحیتوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں صرف کرنے، اُس کے لئے اپنی، اپنے اقرباء اور اہل و عیال کی جان تک کو قربان کر دینے، دینِ حق کے مخالفوں اور دشمنوں کی کوششوں کو سبوتاژ کرنے، اور اُن کی جارحیت کو روکنے اور اُن سے جنگ کرنے یا جنگ کیلئے تیار رہنے کو کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے مومنین کو ذمہ داری بخشی ہے کہ وہ روئے زمین پر اللہ کی حکومت قائم کریں اور اللہ کے مقرر کردہ عدل و انصاف اور امن و سلامتی پر مبنی قوانینِ الٰہی نافذ کریں تاکہ اولادِ آدم مکمل دل جمعی و یکسوئی اور مکمل آزادی کے ساتھ قربِ الٰہی کے حصول میں کوشاں رہ سکے۔ رضائے الٰہی کے حصول کی خاطر مومنوں کا ایک مخصوص ضابطۂ حیات ہے، مخصوص لائحۂ عمل ہے اور اُن کا منفرد سیاسی نظام ہے، منفرد طرزِ حکمرانی ہے اور منفرد طرزِ زندگی ہے جو سراسر قوانینِ الٰہی کے تابع ہے لیکن شیطانی قوتیں ہمہ وقت عدل و انصاف اور امن و سلامتی کے اِس مشن کو سبوتاژ کرنے پر تلی رہتی ہیں اِس لئے اِن شیطانی عوامل سے نبرد آزما ہونے کے لئے مومنین کو ہر وقت تیار رہنے کا حکم دیا گیا ہے اور یہاں تک فرمادیا گیا ہے کہ اگر اِس مقصد کے لیے تمہیں تلوار اٹھانی پڑے تو تلوار اٹھانے میں دریغ مت کرو بلکہ قتال فی سبیل اللہ کر کے شر کی قوتوں کو نیست و نابود کر دو۔

فرمانِ حق تعالیٰ ہے :۔ وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ وَ لَا تَعْتَدُوْا ط اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ۝ وَاقْتُلُوْهُمْ حَیْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَاَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَیْثُ اَخْرَجُوْکُمْ وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ج وَلَا تُقَاتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰی یُقٰتِلُوْکُمْ فِیْهِ ج فَاِنْ قٰتَلُوْکُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ کَذٰلِکَ جَزَآءُ الْکٰفِرِیْنَ ۝ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰی لَا تَکُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ یَکُوْنَ الدِّیْنُ لِلّٰہِ ط

فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ O (پ ۲ البقرہ ۱۹۰ تا ۱۹۳) ترجمہ "اور اللہ کی راہ میں لڑو اُن سے جو تم سے لڑتے ہیں اور حد سے نہ بڑھو کیونکہ اللہ تعالیٰ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اور کافروں کو جہاں پاؤ قتل کر دو اور اُنہیں نکال دو اُس جگہ سے جہاں سے اُنہوں نے تمہیں نکالا تھا۔ اور اُن کا فتنہ و فساد تو قتل سے بھی زیادہ سخت ہے اور مسجدِ حرام کے پاس اُن سے نہ لڑو جب تک کہ وہ خود تم سے وہاں نہ لڑیں اور اگر وہ خود تم سے لڑیں تو انہیں قتل کر دو کہ کافروں کی یہی سزا ہے۔ پھر اگر وہ باز رہیں تو بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور ان سے جنگ کرو یہاں تک کہ کوئی فتنہ باقی نہ رہے اور ایک اللہ کی پرستش ہونے لگے۔ پھر اگر وہ باز آجائیں تو زیادتی نہیں مگر ظالموں پر۔"

اِن آیاتِ مبارکہ میں مومنین کو وضاحت سے فرمادیا گیا ہے کہ تلوار صرف اللہ کی راہ میں اٹھائی جائے، اپنی کسی ذاتی غرض اور ذاتی مفاد کی خاطر قتال نہ کیا جائے۔ ذاتی مفاد میں قتال کرنا زیادتی اور ظلم ہے جسے اللہ تعالیٰ قطعاً پسند نہیں کرتا۔ قتال اگر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر ہو تو امن کی ضمانت ہے ورنہ بُرا ہے، اس لئے فرمایا کہ جہاں تک ممکن ہو برائی اور فساد کو پُرامن طریقے سے دفع کرنے کی کوشش کرو، لیکن اگر بُرائی اور فساد تمہاری گردنوں تک آپہنچے تو پھر کسی قسم کی رعایت برتے بغیر پُوری شدومد سے اُس سے ٹکرا جاؤ اور اُس وقت تک لڑائی جاری رکھو جب تک کہ فتنہ و فساد ختم نہ ہو جائے۔ ہاں اگر فسادی تم سے نہ لڑیں تو تم بھی نہ لڑو۔ روئے زمین پر جہاں بھی فساد برپا ہو جائے، ظلم و استبداد کا راج ہو جائے، عدل و انصاف کا خاتمہ ہو جائے، بُرائیوں کو فروغ حاصل ہو جائے، لوگوں کو راہِ حق پر چلنے سے روک دیا جائے، اُن کی آزادی سلب کر لی جائے، پُر امن لوگوں کا جینا حرام کر دیا جائے اور اُن کو گھر بار چھوڑنے پر مجبور کر دیا جائے تو تم پرخاموش تماشائی بنے رہنا حرام ہے، آگے بڑھ کر اس ظلم و ناانصافی کو روک دو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے :- "تم میں سے جو کوئی بدی کو دیکھے تو اُسے زورِ بازو سے بدل دے۔ اگر اِس پر قدرت نہ رکھتا ہو تو زبان سے احتجاج کرے اور اگر اِس پر بھی قادر نہ ہو تو دل سے اُسے بُرا جانے لیکن یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے"۔

فرمانِ حق تعالیٰ ہے :- وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا O وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۚ وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا O (پ ۵ النسآء ۷۴، ۷۵) ترجمہ "اور جو کوئی اللہ کی راہ میں جنگ کرے، خواہ وہ خود قتل ہو جائے یا غالب آجائے تو ہم دونوں صورتوں میں عنقریب اُسے اجرِ عظیم عطا فرمائیں گے۔ اے مومنین! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں غلبۂ دین کے لئے اور اُن بے بس مظلوم و مقہور مردوں، عورتوں اور بچوں کی آزادی کے لئے جنگ نہیں کرتے جو ظلم و ستم سے تنگ آکر پکارتے ہیں کہ اے ہمارے ربّ ہمیں اُس بستی سے نکال لے جہاں کے وڈیرے لوگ ظالم ہیں اور کسی کو اپنی بارگاہ سے ہمارا کارساز مقرر فرمادے اور کسی کو اپنی بارگاہ سے ہمارا مددگار بنادے۔

گویا مومنوں پر فرض کر دیا گیا ہے کہ وہ اولادِ آدم کو بُرائی سے بچائیں اور اپنے تمام وسائل بروئے کار لاتے ہوئے زمین کے ہر ہر خطہ پر قانونِ الٰہی کو نافذ کریں اور لوگوں کو صراطِ مستقیم پر چلائیں تاکہ نسلِ انسانی عذابِ الٰہی سے بچی رہے۔ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا فرمان ہے:۔ اللہ تعالیٰ عام لوگوں پر خاص لوگوں کے اعمال کی وجہ سے اُس وقت تک عذاب نازل نہیں کرتا جب تک کہ اُن میں یہ عیب پیدا نہ ہو جائے کہ وہ اپنی نظروں سے بُرے اعمال ہوتے ہوئے دیکھیں مگر اُنہیں روکنے پر قادر ہونے کے باوجود نہ روکیں، جب وہ ایسا کرنے لگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ عام اور خاص سب لوگوں پر عذاب نازل کر دیتا ہے۔" جہاد کے متعلق حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے ارشادات بے شمار ہیں۔ اُن میں سے چند ارشادات یہاں نقل کئے جاتے ہیں تاکہ جہاد کی اہمیت مزید واضح ہو جائے:

(۱) "جو شخص اِس حالت میں مَرا کہ اُس کے دل میں جہاد کی خواہش ہی نہیں تھی تو وہ منافقت کی موت مرا" (مسلم)

(۲) میں چاہتا ہُوں کہ مَیں اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہوا شہید ہو جاؤں۔ پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر شہید ہو جاؤں"

(۳) حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کو دو قسم کے قطروں اور دو قسم کے نشانات سے بڑھ کر کوئی چیز محبوب نہیں۔ ایک آنسو کا وہ قطرہ جو خوفِ خدا کے باعث آنکھ سے گرے اور دوسرا وہ قطرۂ خون جو دورانِ جہاد مجاہد کے جسم سے گرے۔ اور نشانات میں سے ایک وہ نشان جو دورانِ جہاد مجاہد کے جسم پر زخم لگنے سے بنتا ہے اور دوسرا وہ نشان جو فرائض کی بجاآوری کے باعث عابد کے جسم پر لگتا ہے جیسے کہ نشانِ سجدہ" (ترمذی)

(۴) حضرت ابو مالک الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا بیان ہے کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا :۔"جو شخص جہادِ فی سبیل اللہ کی نیّت سے گھر سے نکلے اور راستے میں فوت ہو جائے یا قتل کر دیا جائے یا گھوڑے یا اونٹ کے پاؤں تلے کچلا جائے یا اُسے سانپ ڈس لے یا کسی اور حادثے کا شکار ہو کر فوت ہو جائے تو وہ شہید ہے اور یقیناً جنّت میں داخل ہو گا" (ابو داؤد)

(۵) ابنِ عائذ کا بیان ہے۔ "حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام ایک شخص کی نمازِ جنازہ پڑھانے کے لیے آگے بڑھے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے عرض کی کہ آقا آپ اس شخص کی نمازِ جنازہ نہ پڑھائیں کہ یہ فاسق تھا۔ آپ نے دوسرے صحابۂ کرام کی طرف منہ کر کے پوچھا کہ کیا تم میں سے کسی نے اِسے اسلام کا کوئی کام کرتے ہوئے دیکھا ہے؟ ایک صحابی بولے: ہاں یا رسول اللہ ﷺ اس نے ایک رات اللہ کی راہ میں پہرہ دیا تھا۔ یہ سن کر آپ نے اُس کی نمازِ جنازہ پڑھا دی اور اُس کی قبر پر اپنے ہاتھوں سے مٹی ڈالتے ہوئے فرمایا: "تیرے ساتھیوں کا خیال ہے کہ تُو دوزخی ہے لیکن مَیں شہادت دیتا ہوں کہ تُو جنّتی ہے" (بیہقی)

جہاد کی قسمیں

انسان کو راہِ حق سے روکنے کیلئے کئی قسم کی باطل قوتیں پائی جاتی ہیں اور ہر منفی قوت

سے نپٹنے کے طریقے مختلف ہیں اِس لئے جہاد کی بھی کئی قسمیں ہیں جنھیں اِختصار کے ساتھ الگ الگ بیان کیا جاتا ہے :-

1 ۔ نفس کے خلاف جہاد:- سب سے اعلیٰ جہاد انسان کا اپنے نفس اور اُس کی خواہشات کے خلاف جہاد ہے۔ اس جہاد کو جہادِ اکبر کہا گیا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا بیان ہے کہ حضور علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام نے میدانِ جنگ سے لوٹنے والے مجاہدین سے فرمایا :- "تمہارا آنا مبارک! تم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف آئے ہو، سب سے بڑا جہاد اپنی نفسانی خواہشات پر غلبہ پانا ہے"۔

اپنے جسم و جان کو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری میں لگانا، اپنے نفس کی ناجائز خواہشات کا مقابلہ کرنا، دل کو ماسویٰ اللہ کے خیال سے پاک کر کے یادِ الٰہی میں لگانا، خصائلِ رذیلہ از قسم لالچ، ہوس، طمع، غرور، تکبّر، جھوٹ، فریب، مکر، بغض، کینہ، حسد، نافرمانی، بے ادبی اور گستاخی وغیرہ سے خود کو بچانا اور تزکیۂ نفس، تصفیۂ قلب اور تجلیۂ روح کرنا یہ سب جہاد بالنفس ہے۔ اور اس جہاد کے متعلق حضور علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام نے فرمایا :-

اَلْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهٗ (مسلم) ترجمہ "مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس سے جہاد کرتا ہے"

حضور علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام کا فرمان ہے کہ "بہترین جہاد یہ ہے کہ تم اللہ کی خاطر اپنے نفس اور خواہشات سے لڑو۔" صحیح مسلم کی ایک روایت میں آیا ہے کہ ایک مرتبہ حضور علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام نے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے پوچھا :- "تم لوگ پہلوان کسے کہتے ہو؟" صحابۂ کرام نے عرض کی "جس کو لوگ کشتی میں پچھاڑ نہ سکیں" آپ نے فرمایا "نہیں۔ پہلوان وہ ہے جو غصّہ میں اپنے نفس کو قابو میں رکھے۔" قتال یا جہاد بالسیف یعنی مسلح جہاد سے پہلے نفس کے خلاف جہاد کرنا بے حد ضروری ہے ورنہ مسلح جہاد سے وہ نتائج کبھی بھی برآمد نہ ہو سکیں گے جن کے لئے مسلح جہاد کیا جاتا ہے۔ حضور علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام نے صحابۂ کرام سے سب سے پہلے نفس کے خلاف جہاد کرایا اور جب وہ نفس کے خلاف جہاد میں کامیاب ہو چکے تو پھر اُنھیں تلوار سے جہاد کی اجازت دی کیونکہ نفس کے خلاف جہاد کیے بغیر اگر جہاد بالسیف کیا جائے تو بسا اوقات بڑے خسارے اور المیے رونما ہوتے ہیں۔ قرآنِ مجید میں جنگِ اُحد کے واقعہ میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے کہ جنگ شروع کرنے سے پہلے حضور علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام نے میدانِ جنگ کا معائنہ کیا اور ایک پہاڑی درّے کو اپنے لئے خطرناک قرار دیتے ہوئے وہاں پچاس تیر اندازوں کو یہ فرما کر متعین کیا کہ "تم لوگوں نے اِس درّے کی حفاظت کرنی ہے، اِدھر سے کسی کو نہ آنے دینا، میدانِ جنگ کے حالات خواہ کیسے بھی ہوں تم نے میری اجازت اور میرے حکم کے بغیر اِس درّے کو خالی نہیں چھوڑنا۔ جنگ شروع ہوئی تو پہلے ہی معرکہ میں کافروں کو شکست ہو گئی اور وہ میدان سے بھاگ نکلے۔ جب میدانِ جنگ کافروں سے خالی ہو گیا تو مسلمان مالِ غنیمت سمیٹنے لگے۔ جب اُس درّے پر نگران تیر اندازوں نے دیکھا کہ کافر شکست کھا کر بھاگ گئے ہیں اور دوسرے مجاہد مالِ غنیمت اکٹھا کر رہے ہیں تو اُن کے دل میں بھی مالِ غنیمت کی طلب نے زور پکڑا اور وہ اپنی کمین گاہیں چھوڑ کر مالِ غنیمت اکٹھا کرنے جا پہنچے۔ صرف چھ تیر انداز اپنے مورچوں میں ڈٹے رہے۔ وہ مالِ

غنیمت کی طرف راغب نہ ہوئے کہ اُن کے دل مستغنی تھے۔اُدھر دشمن کی نظر خالی درّے پر پڑی تو پلٹ کر اُس درّے کی طرف سے حملہ کر دیا اور اُن چھ مورچہ بند تیر اندازوں کو شہید کر کے مالِ غنیمت سمیٹنے والے مسلمان مجاہدین پر جا پڑے اور جنگی نتیجہ الٹ ہو گیا۔ مسلمانوں کو بہت زیادہ نقصان اٹھانا پڑا اور خود حضور علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام بھی زخمی ہوئے۔ اس واقعہ سے یہ سبق نکلتا ہے کہ :(۱) ۔نبی کے حکم کی خلاف ورزی اور (۲)۔ جہادِ اکبر کے فقدان سے کتنا بڑا خسارہ ہوتا ہے؟ جو لوگ جہادِ اکبر سے سُرخرو ہو کر میدانِ جنگ میں بذریعہ تلوار جہاد کی طرف آتے ہیں وہ ایسی ہوشربا داستانیں رقم کرتے ہیں کہ اُن کو سن کر عقلیں دنگ اور زبانیں گنگ ہو جاتی ہیں۔

ایران کے پایۂ سلطنت مدائن پر جب مسلمان فوجیں حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کی کمان میں حملہ آور ہونے کو آئیں تو ایرانیوں نے دریائے دجلہ کا وہ پل توڑ دیا جس سے گزر کر شہر آنا پڑتا تھا۔ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص نے حالات کا جائزہ لیا اور ایمان کی باطنی قوت کو بروئے کار لاتے ہوئے دریا سے مخاطب ہوئے :اے دریا ہمیں پہچان لے، ہم اللہ کے مجاہدین ہیں، اللہ کے دین کو قائم کرنے نکلے ہیں، ہماری اپنی ذاتی غرض کوئی نہیں ہے۔دشمن نے پل گرادیا ہے، ہم تیرے سینے پر سے گزر کر جائیں گے۔ خبردار! اگر کسی مجاہد کے گھوڑے کے سُم کو بھی نقصان پہنچا تو تو اِس کے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جواب دہ ہوگا۔اِس کے بعد حملے کی ترتیب میں صف بندی کی اور حملے کا حکم دیتے ہوئے گھوڑے کو دریا میں ڈال دیا اور زمانے کی آنکھ یہ منظر دیکھ کر دنگ رہ گئی کہ متلاطم دریا کے سینے پر مومن مجاہدین کے گھوڑے اس طرح دوڑ رہے تھے جس طرح کہ پتھریلی ہموار زمین پر دوڑ رہے ہوں اور ایرانی فوج یہ ہیبت ناک منظر دیکھ کر یہ الفاظ کہتے ہوئے بھاگ نکلی کہ "دیو آگئے! دیو آگئے! اِس طرح جب سلطنتِ ایران فتح ہو گئی اور شاہی محل سے مالِ غنیمت اکٹھا ہونے لگا تو ایک سپاہی شہنشاہِ ایران کا بہت ہی قیمتی موتیوں کا ایک ہار مٹھی میں دبائے آیا اور اپنے امیر کے پاس جمع کروادیا۔امیر نے کہا کہ اے جوان اگر تو یہ ہار اپنی جیب میں رکھ لیتا تو تجھے کون دیکھنے والا تھا؟ تو خوب مال دار ہو جاتا ۔ سپاہی نے جواب دیا کہ اے سردار! مجھے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی تلاش ہے کہ مَیں طالبِ مولیٰ ہوں۔ مجھے مال وزر کی طلب نہیں ہے ۔ آفرین ہے ایسے باطن آباد مجاہدین پر کہ جن کا اٹھنا بیٹھنا چلنا پھرنا سونا جاگنا اور جینا مرنا اللہ کے لیے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے عالمی تنظیم العارفین کے مجاہدین لگاتار تیرہ(۱۳) سال تک اصلاحی جماعت کے پلیٹ فارم سے جہاد بالنفس کر کے جہاد بالسیف کے میدان میں اترے ہیں اس لیے بارگاہِ الٰہی میں ان کی یقینی کامیابی و سرخروئی کی امید کی جاسکتی ہے اور انشاءاللہ ان کی مساعی سے خطہ جموں و کشمیر و دیگر اسلامی ریاستیں بہت جلد آزادی سے ہمکنار ہو جائیں گی۔

نفس کے خلاف جہاد کو باطنی جہاد بھی کہا جاتا ہے۔باطنی جہاد کیے بغیر قتال محض غارت گری اور بربریت بن کر رہ جاتا ہے۔حالیہ جہادِ افغانستان میں ہم نے دیکھا کہ باطنی جہاد کے فقدان نے مجاہدین کو دشمن کی شکست و پسپائی کے بعد ذاتی مفاد کی بھینٹ چڑھا کر ایک دوسرے سے ٹکرادیا اور ایسی خانہ جنگی چھڑی کہ اب تک ختم ہونے میں نہیں آرہی۔

2۔جان کے ذریعے جہاد:۔ جان کے ذریعے جہاد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کے لیے ہر قسم کی جسمانی تکلیف اٹھائی جائے حتیٰ کہ اگر جان دیئے بغیر کامیابی حاصل نہ ہو رہی ہو تو جان دے دینے میں بھی تردد نہ کیا جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ جان کی بازی لگا دینے والے مجاہدین کے بارے میں فرماتا ہے :۔ "وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ○" (پ ۲ البقرہ ۱۵۴) اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل ہو جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں البتہ تمہیں ان کی زندگی کا شعور نہیں" مزید فرمانِ حق تعالیٰ ہے :۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ (پ ۴ آل عمران ۱۶۹) ترجمہ:۔"جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ان کو مردہ گمان نہ کرو بلکہ وہ زندہ ہیں اور انہیں اپنے پروردگار کی طرف سے روزی دی جا رہی ہے۔" مزید فرمانِ الٰہی ہے :۔ وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ○ وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ○ (پ ۴ آل عمران ۱۵۷۔۱۵۸) ترجمہ:۔"اور بے شک اگر تم اللہ کی راہ میں مارے جاؤ، یا ویسے ہی مر جاؤ تو اللہ کی بخشش اور رحمت ان کے سارے دھن و دولت سے بہتر ہے اور اگر تم مر جاؤ یا مار دیئے جاؤ تو کیا ہوا؟ تم اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ قرب میں ہی تو واپس جاؤ گے ناں اور یہ سب سے بڑی کامیابی ہے۔"

3۔مال کے ذریعے جہاد:۔ مال کے ذریعے جہاد اس طرح ہے کہ دینِ حق کی سربلندی اور تبلیغ و اشاعت کے لئے اگر سرمائے اور مال کی ضرورت پڑے تو بے دریغ خرچ کیا جائے۔ علاوہ ازیں ہر شخص کے لئے یہ ممکن نہیں کہ وہ قتال فی سبیل اللہ میں حصہ لے سکے۔ لیکن جہاد میں مالی اعانت کرنا ہر صاحبِ ثروت کے لیے آسان ہے، دوسرے جسمانی جہاد کی ضرورت ہر وقت پیش نہیں آتی لیکن مالی جہاد ہر وقت کیا جا سکتا ہے۔ مالی جہاد اس لئے بھی ضروری ہے کہ بسا اوقات مال کی محبت انسان کو راہِ حق سے ہٹا کر بخیل بنا دیتی ہے اس لئے اللہ کی راہ میں خرچ کر کے بخل کا قلع قمع کیا جا سکتا ہے۔ اسی چیز کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے بار بار مومنین کو اپنے مال و جان سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کا حکم صادر فرمایا ہے کہ اس طرح حُبِّ دنیا کی پرکھ ہو جاتی ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے :۔ "لَتُبْلَوُنَّ فِيْ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ قف وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا ؕ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ○" (پ ۴ آل عمران ۱۸۶) ترجمہ "بے شک ضرور ضرور تمہاری آزمائش ہو گی تمہارے مال اور تمہاری جانوں میں اور بے شک ضرور ضرور تم اگلے کتاب والوں اور مشرکوں سے بہت کچھ برا سنو گے اور اگر تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو یہ بہت بڑی ہمت کا کام ہے۔"

جہاد بالمال سے جی چرانے والوں کو اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ سے تنبیہ بھی کی ہے :۔ "وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ" (پ ۴ آل عمران ۱۸۰) ترجمہ "اور جو لوگ بخل کرتے ہیں اس چیز میں سے جو اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے فضل سے دی، ہر گز اسے اپنے لئے اچھا نہ

سمجھیں بلکہ وہ ان کے لیے بُرا ہے، عنقریب وہ کہ جس میں انہوں نے بخل کیا تھا قیامت کے دن اُن کے گلے کا طوق بنے گا۔"

اِس کے برعکس مال و جان سے جہاد کرنے والوں کے حق میں خوشخبری بھی دی ۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے :۔" فَضَّلَ اللّٰہُ الْمُجَاھِدِیْنَ بِاَمْوَالِھِمْ وَ اَنْفُسِھِمْ عَلَی الْقٰعِدِیْنَ دَرَجَةً " (پ ۵ النساء ۹۵) ترجمہ:" اللہ نے اپنے مال و جان سے جہاد کرنے والوں کا درجہ بیٹھنے والوں سے بلند کیا ہے۔ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا :۔" جہاد کیلئے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے کے مقدر میں اللہ تعالیٰ نے اس کا سات سو گنا ثواب لکھ دیا ہے۔" (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا کہ :۔" جو شخص جہاد کے لئے سامان فراہم کرتا ہے اور خود گھر میں قیام پذیر رہتا ہے اسے اس پر خرچ کئے ہوئے ہر درہم کے بدلے سات سو درہم کا ثواب ملے گا اور جو شخص خود جہاد کرتا ہے اور جہاد کے مصارف بھی برداشت کرتا ہے، اسے ہر درہم کے بدلے ستر ہزار درہم کا ثواب ملے گا"۔ (ابن ماجہ)

4 ۔ علم و قلم کے ذریعے جہاد:۔ دنیا میں تمام فتنہ و فساد جہالت کی پیداوار ہے اس لئے ہر پڑھے لکھے صاحبِ علم کا فرض ہے کہ وہ علم کی روشنی سے جہالت کی ظلمت مٹائے کیوں کہ جتنا امن اور سکون علمی دلیل مہیا کر سکتی ہے وہ اسلحے کی طاقت مہیا نہیں کر سکتی اس لئے قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے جہاد بالعلم کو بڑا جہاد قرار دیتے ہوئے حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام سے فرمایا :۔" فَلَا تُطِعِ الْکٰفِرِیْنَ وَجَاھِدْھُمْ بِہٖ جِھَادًا کَبِیْرًا " (پ ۱۹ الفرقان۔ ۵۲) ترجمہ" محبوب ﷺ! آپ کافروں کا کہنا نہ مانیں اور اس قرآن کے ذریعے ان سے جہادِ کبیر فرمائیں"

جہاد بالعلم یہ ہے کہ لوگوں کو علم اور معرفتِ حق تعالیٰ کے ذریعے اسلام کی طرف بلایا جائے، تبلیغ و دعوتِ دین علمی طریق سے دی جائے۔ قرآن و سنت کے ذریعے دلوں کو نورِ اسلام سے منور کیا جائے۔ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ حمایتِ حق اور نصرتِ دین کے لئے علم، عقل، فہم اور بصیرت حاصل کرے اور وہ تمام علوم حاصل کرے جو راہِ حق میں کام آسکتے ہوں اور ان علوم کو اشاعتِ حق اور مدافعتِ دین کے لئے استعمال کرے اور تحریر و تقریر کے ذریعے مقدور بھر جہالت کے خلاف جہاد کرے۔ حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا :۔ " کافروں کے خلاف مال، جان اور زبان سے جہاد کرو۔" (نسائی، ابو داؤد) زبان سے جہاد کی وضاحت قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمائی ! فرمانِ حق تعالیٰ ہے :۔" اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَ جَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ ط" (پ ۱۴ النحل ۱۲۵) ترجمہ:" اللہ کے راستے کی طرف حکمت اور عمدہ نصیحت کے ذریعے دعوت دو اور ان سے ایسے طریقے پر بحث و گفتگو کرو جو بہترین ہو۔"

5۔ داخلی جہاد:۔ اسلامی معاشرے کے اندر پیدا ہونے والی برائیوں کے خلاف جدوجہد کرنے کو داخلی جہاد کہا جا سکتا ہے۔ مثلاً فحاشی و عریانی کے سدِّباب کے لئے، رشوت و ناجائز سفارش

کو ختم کرنے کے لیے، ذخیرہ اندوزی اور ناجائز منافع خوری کے رجحان کو ختم کرنے کے لئے، ڈاکہ زنی، لوٹ مار اور قتل وغارت گری کے سدِباب کے لئے اور ہر قسم کے استحصال کو روکنے کے لئے تدبیر اور کوشش کرنا داخلی جہاد ہے کیونکہ اسلامی معاشرے کے اندر یہ بُرائیاں شہادتِ اسلام کی راہ میں سب سے خطرناک رکاوٹ ہے۔

6۔ دفاعی جہاد:۔ اسلام لانے والے مسلمانوں کو اگر کفار اسلام لانے کے جرم میں ستانا شروع کر دیں یا انہیں دھونس ودھاندلی کے ذریعے اسلام چھوڑنے پر مجبور کرنے لگیں یا انہیں گھربار چھوڑ کر ہجرت کرنے پر مجبور کرنے لگیں تو ایسی صورت میں مسلمانوں کو کفار کے خلاف جنگی اقدام کرنے کی اجازت دے دی گئی ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ ”اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ۙ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّاۤ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ“ (پ ۱۷ الحج ۳۹، ۴۰) ترجمہ:۔ ”جن لوگوں سے کافر لڑتے ہیں انہیں جوابی جنگ کی اجازت ہے کیوں کہ ان پر کفار کی طرف سے ظلم ہو رہا ہے اور یقیناً اللہ ان کی مدد کرنے پر ضرور قادر ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ جنہیں ناحق اپنے گھروں سے نکال دیا گیا ہے حالانکہ انہوں نے کچھ قصور نہیں کیا تھا، وہ تو صرف یہ کہتے تھے کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے“ مزید فرمانِ الٰہی ہے:۔ ”اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْۤا اَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ“ (پ ۱۰ التوبہ ۱۳) ترجمہ:۔ ”بھلا تم ایسے لوگوں سے کیوں نہ لڑو جنہوں نے اپنی قسموں کو توڑ ڈالا اور اللہ کے رسول کو جلاوطن کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا؟ انہوں نے تم سے عہد شکنی کی ابتداء کی۔ کیا تم ایسے لوگوں سے ڈرتے ہو؟ حالانکہ اللہ سے ڈرنا چاہیے بشرطیکہ تم ایمان رکھتے ہو۔ ان سے خوب لڑو، اللہ انہیں تمہارے ہاتھوں سے عذاب میں ڈالے گا اور انہیں رسوا کرے گا اور تمہیں ان پر غلبہ عطا فرمائے گا۔“

مطلب یہ ہے کہ دفاعی جہاد اس وقت فرض ہو جاتا ہے جب دشمن مسلمانوں کو آزادی کے ساتھ ان کی عبادات اور دیگر دینی فرائض ادا نہ کرنے دیں۔

7۔ اقدامی جہاد:۔ اشاعتِ دینِ حق کے سلسلے میں ایک ایسی رکاوٹ بھی ہے جس کا تعلق غیر مسلم حلقوں سے ہے۔ وہ یہ کہ غیر مسلموں کے سامنے اسلام کو پیش نہ کرنے دیا جائے یا غیر مسلم لوگوں پر ایسا اجتماعی نظام مسلط رکھا جائے کہ جس کے ہوتے ہوئے انہیں اسلام کو قریب سے دیکھنے اور سمجھنے کا موقع ہی نہ مل سکے۔ گو یہ اسلام کے خلاف اتنا جارحانہ فعل نہیں ہے تاہم اشاعتِ دین کی راہ میں ایک بہت بڑی رکاوٹ ہے جسے بزورِ شمشیر ختم کیا جانا چاہیے۔ اس سلسلہ میں دو باتیں ذہن میں بالکل صاف رہنی چاہئیں۔ (۱) اقدامی جہاد کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ غیر مسلموں کو زبردستی اسلام لانے پر مجبور کیا جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے واضح الفاظ میں قرآن مجید میں حکم فرما دیا ہے:۔ لَاۤ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ۔ یعنی ”دین کے معاملے میں زبردستی ہرگز جائز نہیں ہے۔“

(۲) نہ ہی ایک قوم کو آقا اور دوسری کو غلام بنانے کی مہم ہے بلکہ اس کا مقصد صرف اسلام کی ان صداقتوں کی سیاسی بالا دستی تسلیم کرانا ہے جن پر کائنات کا عادلانہ نظام قائم ہے۔

8۔ فتنہ و فساد کے خلاف جہاد:۔ دشمنانِ اسلام میں سے ایک گروہ وہ بھی ہے جو اسلامی مملکت کے اندر منفی کاروائیوں کے ذریعے تفرقہ بازی کو فروغ دے کر فتنہ و فساد برپا کرتا ہے اور مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے، دشمن کے ساتھ ساز باز کر کے ملک کے اندر جاسوسی کا جال بچھاتا ہے۔ اس گروہ کے لوگ ناحق قتل و غارت کر کے امن و امان کو تباہ کرتے ہیں اور اخلاقی اقدار کو پامال کرتے ہیں۔ نقصِ امن پیدا کرنا ایک نہایت سنگین جرم ہے اس لئے اسلام نے ایسے عناصر کی سرکوبی کی سختی سے تاکید کی ہے تاکہ مسلمان معاشرہ دشمن کے زہریلے اثرات سے محفوظ رہ سکے۔ قرآنِ مجید کے فرمان کے مطابق فتنہ قتل سے زیادہ سنگین جرم ہے کیونکہ اس سے ہزاروں افراد تباہی و بربادی کی نذر ہو جاتے ہیں اس لیے فتنے کے سدِباب کے لئے قرآنِ حکیم میں حکم ہے کہ:۔ "قَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ" (پ۲ البقرہ ۱۹۳) ترجمہ:۔ "ان سے جنگ کرو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین صرف اللہ کا قائم ہو جائے۔" مزید فرمانِ الٰہی ہے "اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَ يَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ۔ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ" (پ۶ المائدہ ۳۳) ترجمہ:۔ وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے اور ملک میں فساد کرتے پھرتے ہیں، ان کا بدلہ یہی ہے کہ ان کو چن چن کر قتل کیا جائے یا سُولی پر چڑھا دیا جائے یا ان کے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پیر کاٹ دیئے جائیں، یہ تو ان کی دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لئے اس سے بھی بڑا عذاب ہے۔

9۔ عہد شکن لوگوں اور منافقین کے خلاف جہاد:۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے خلاف بھی تلوار سے جہاد کرنے کا حکم دیا ہے جو عہد شکنی کے مرتکب ہوتے ہیں اور مسلمانوں سے امن اور بقائے باہمی کے معاہدے کرنے کے باوجود ان سے معاندانہ رویہ اختیار کرتے ہیں اور منافقین سے بھی مسلح جہاد کرنے کا حکم دیا ہے کہ یہ لوگ زبان سے اسلام کا اقرار کرتے ہیں لیکن عملی طور پر مسلمانوں کو نقصان پہنچاتے ہیں، بظاہر مسلمان رہتے ہیں مگر بباطن پکے کافر ہوتے ہیں۔ یہ لوگ ملتِ اسلامیہ کے لیے خطرناک ہوتے ہیں اس لیے ان پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا، ان لوگوں کے خلاف جہاد کرنے کا حکم دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:۔ "لَا يَرْقُبُوْنَ فِيْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ۔ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ ۝ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ ۔ وَنُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ" (پ۱۰۔ توبہ۔ ۱۰۔ ۱۲) ترجمہ:۔ "یہ منافق لوگ کسی مومن کے حق

میں نہ تو رشتہ داری کا لحاظ کرتے ہیں اور نہ عہد کا، یہ حد سے تجاوز کرنے والے لوگ ہیں، اگر یہ توبہ کرلیں اور نماز پڑھنے لگیں اور زکوٰۃ دینے لگیں تو وہ دین میں تمہارے بھائی ہیں۔ سمجھ دار لوگوں کے لیے ہم اپنی آیات کو کھول کھول کر بیان کرتے ہیں۔ اگر عہد کرنے کے بعد یہ اپنی قسمیں توڑ ڈالیں اور تمہارے دین کے بارے میں طعنہ زنی کرنے لگیں تو کفر کے ان پیشواؤں کے خلاف جہاد کرو۔" مزید فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔" یٰٓاَیُّھَاالنَّبِیُّ جَاھِدِ الْکُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْھِمْ ط وَ مَاْ وٰھُمْ جَھَنَّمُ ط وَ بِئْسَ الْمَصِیْرُ۔"(پ۱۰۔ توبہ۔۷۳) ترجمہ:۔ "اے نبیؐ! کافروں اور منافقوں سے لڑو اور ان پر سختی کرو کیوں کہ ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ کیا ہی بُرا ٹھکانہ ہے۔" منافقوں کی عادت ہوتی ہے کہ بار بار جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں اور ہمیشہ وعدہ خلافی کرتے ہیں، ان کے ظاہر و باطن میں نمایاں تضاد ہوتا ہے، ان کے دلوں میں ایمان نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ ان کے کردار کو بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔" اِذَا جَآءَکَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْانَشْھَدُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُ اللّٰہِ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُہٗ ط وَاللّٰہُ یَشْھَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَکٰذِبُوْنَ ۝ اِتَّخَذُوْٓا اَیْمَانَھُمْ جُنَّۃً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ط اِنَّھُمْ سَآءَ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ" (پ۲۸۔ المنفقون۔۱، ۲) ترجمہ:۔ "محبوبؐ! جب منافق لوگ آپ کے پاس آتے ہیں تو منافقت سے کہتے ہیں کہ ہم اقرار کرتے ہیں کہ آپ بلاشک وشبہ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ کو معلوم ہے کہ آپ واقعی اللہ کے رسول ہیں لیکن اللہ ظاہر کیے دیتا ہے کہ منافق جھوٹے ہیں انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے اور ان کے ذریعے لوگوں کو اللہ کی راہ سے روک رہے ہیں، اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ بُرے کام کرتے ہیں" منافقین کا یہ طرزِ عمل ایک قبیح فعل ہے جس سے مسلمانوں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچنے کا احتمال ہوتا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے منافقوں سے محتاط رہنے اور ان کے خلاف جہاد کرنے کا حکم دیا ہے تاکہ دوستوں کے بھیس میں چھپے ہوئے یہ دشمن مسلمانوں کو گزند نہ پہنچا سکیں۔ منافق کی نمایاں علامت یہ ہے کہ وہ عہد شکن اور دغاباز ہوتا ہے۔ اس لیے ان کے خلاف جنگ کرنے کا حکم دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:۔" اَلَّذِیْنَ عٰھَدْتَّ مِنْھُمْ ثُمَّ یَنْقُضُوْنَ عَھْدَھُمْ فِیْ کُلِّ مَرَّۃٍ وَّ ھُمْ لَا یَتَّقُوْنَ ۝ فَاِمَّا تَثْقَفَنَّھُمْ فِی الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِھِمْ مَّنْ خَلْفَھُمْ لَعَلَّھُمْ یَذَّکَّرُوْنَ ۝ وَ اِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِیَانَۃً فَانْبِذْ اِلَیْھِمْ عَلٰی سَوَآءٍ ط اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْخَآئِنِیْنَ" (پ۱۰۔ الانفال۔۵۶ تا ۵۸) ترجمہ:۔ جن لوگوں نے تم سے صلح کا عہد کیا ہے پھر وہ ہر بار عہد شکنی کرتے ہیں اور اللہ سے نہیں ڈرتے، اگر تم انہیں لڑائی میں پاؤ تو انہیں ایسی سزا دو کہ جو لوگ ان کے پس پشت ہوں وہ بھی انہیں دیکھ کر لرزا ٹھیں، عجب نہیں کہ انہیں اس سے عبرت ہو اور اگر کسی قوم سے دغابازی کا خوف ہو تو ان سے معاہدہ منسوخ کر دو اور برابر کا جواب دو۔ کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ دغابازوں کو پسند نہیں فرماتا۔"

10۔ ظالم و جابر حکمران کے خلاف جہاد:۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ایسے ظالم و جابر اور نفس پرست حکام کی اطاعت سے منع فرمادیا ہے جو مملکتِ اسلامیہ میں حیا سوز و تشدد آمیز

غیر شرعی قوانین رائج کرتے ہوں، عوام کو طبقاتی کشمکش اور فسادات میں مبتلا کرتے ہوں اور انہیں بے حیائی اور فحاشی کی طرف راغب کرتے ہوں۔ ایسے حکمرانوں کی صرف اطاعت ہی ممنوع نہیں بلکہ ان کے خلاف اللہ تعالیٰ نے جہاد کا بھی حکم دیا ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے :۔ "لَا تُطِيعُوٓا أَمْرَ الْمُسْرِفِينَ الَّذِينَ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ" (پ۱۹۔ الشعرا۔۱۵۱ تا ۱۵۲) ترجمہ :۔ " ان حاکموں کی اطاعت مت کرو جو زمین میں فساد پھیلاتے ہیں اور اصلاح نہیں کرتے۔" مزید فرمانِ حق تعالیٰ ہے :۔ " وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا" (پ۱۵۔ الکہف۔ ۲۸) ترجمہ :۔ "اور اس کی اطاعت نہ کرو جس کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے، جو اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کرتا ہے اور جس کا حکم زیادتی پر مبنی ہے۔"

حضرت امام حسینؓ نے اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی پیروی کرتے ہوئے یزیدِ لعین کی حکومت کے خلاف جہاد کا اعلان کیا اور دینِ حق کی سربلندی کے لیے جامِ شہادت نوش کر کے جابر سلطان کے ساتھ جہاد کرنے کی درخشندہ مثال قائم کی ہے" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ :۔ جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنا جہاد ہے۔"

مقاصدِ جہاد

اسلام میں جہاد کا مقصود صرف (1) خدا پرستی کا فروغ (2) اقامتِ دین (3) تبلیغ اسلام (4) مظلوم کی دستگیری (5) جارحیت کا جواب (6) فتنہ و فساد کی بیخ کنی (7) ایمان کی پرکھ (8) دل کی طہارت اور مومنین سے منافقین کی چھانٹی ہے۔

فرمانِ الٰہی ہے :۔ "وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِينَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِينَ" (پ۲۶۔ محمد۔۳۱) ترجمہ :۔ " اور ہم ضرور تمہاری آزمائش کریں گے، یہاں تک کہ دیکھ لیں گے کہ تم میں سے کون جہاد کرنے والا ہے اور کون صابر ہے۔" مزید فرمانِ الٰہی ہے :۔ " مَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ" (پ۶۔ المائدہ۔۶) ترجمہ :۔ "اللہ نہیں چاہتا کہ تم پر کچھ تنگی رکھے، البتہ یہ چاہتا ہے کہ تمہیں پاک وصاف کر دے اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دے تاکہ تم احسان مانو۔" مزید فرمانِ الٰہی ہے :۔ " مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلٰى مَآ أَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ" (پ۴۔ آلِ عمران۔ ۱۷۹) ترجمہ :۔ "اللہ تعالیٰ مومنوں کو اس حال پر کبھی نہیں چھوڑے گا کہ جس حال پر تم اب ہو جب تک کہ خبیث کو طیب سے جدا نہ کر دے" یعنی جہاد سے خبیث اور طیب کی پرکھ ہو جاتی ہے۔

جہاد کی فرضیت

فقہائے اسلام نے جہاد کو فرض قرار دیتے ہوئے اس کی دو اقسام بیان فرمائی ہیں :۔

1۔ فرضِ عین :۔ اگر دشمن دار السّلام کے علاقہ پر خواہ وہ آباد ہو یا غیر آباد ہو، صحرا ہو یا پہاڑ ہو، حملہ کر دے تو اس علاقہ کے مسلمانوں پر جہاد کرنا فرضِ عین ہو جاتا ہے۔ جو شخص کسی شرعی عذر کے بغیر جہاد نہیں کرے گا وہ سخت گنہ گار ہو گا۔

2۔ فرض کفایہ :۔ اگر مسلمانوں کا کوئی گروہ دشمن کی موثر مدافعت کر رہا ہو یا مظلوم کی داد رسی اور فتنہ کی سرکوبی کی ذمہ داری نبھا رہا ہو تو یہ جہاد فرض کفایہ ہے اور دوسروں کی طرف سے بھی ادا ہو جاتا ہے۔ جہاد کے لیے ہر حالت میں نکلنا فرض ہے کیونکہ فرمانِ حق تعالیٰ ہے کہ :۔ اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ "(پ ۱۰۔ التوبہ۔ ۴۱) ترجمہ :۔ "جہاد کے لیے نکلو خواہ تمہارے پاس معقول اسلحہ ہو یا نہ ہو۔ تم اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جان سے جہاد کرو کہ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم سمجھو تو۔" فتح مکہ کے روز حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا کہ :۔ "اب فتح مکہ کے بعد حالات ایسے ہو گئے ہیں کہ مسلمانوں کو ہجرت کر کے مدینہ آنے کی ضرورت نہیں رہی لیکن جہاد اور جہاد کی نیّت برقرار رہے۔ جب بھی تمہیں جہاد کے لیے نکلنے کا حکم دیا جائے تو نکل پڑو۔"

جہادِ میں کامیابی کے بنیادی اصول

مندرجہ ذیل اصول جہاد میں کامیابی کی ضمانت مہیّا کرتے ہیں :۔

1۔ جنگ کے لیے تیاری :۔ اسبابِ جنگ یعنی آلاتِ حرب اور اسلحہ کی فراہمی اور فوجی تربیت حاصل کرنا جہاد کے لیے فرض کر دیا گیا ہے اس کے بغیر جنگ کرنا خود کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔ چنانچہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کسی موقع پر بھی تیاری کے بغیر جنگ کے لیے نہیں نکلے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے :۔ "وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ "(پ ۱۰۔ الانفال۔ ۶۰)
ترجمہ :۔ اور اللہ کے دشمنوں سے لڑنے کے لیے تیار رکھو جو قوت بھی تم سے بن پڑے اور جتنے گھوڑے باندھ سکو (جتنا اسلحہ ممکن ہو اکٹھا کر رکھو) اس طرح ان کے دلوں میں دھاک بٹھا دو جو اللہ کے اور تمہارے دشمن ہیں اور ان کے علاوہ کچھ اوروں کے دلوں میں بھی جنہیں تم نہیں جانتے مگر اللہ انہیں جانتا ہے اور اللہ کی راہ میں (جہاد کے لیے اسلحہ خریدنے پر) جو کچھ تم خرچ کرو گے اس کا بدلہ تمہیں پورا پورا دیا جائے گا اور تم کسی طرح بھی گھاٹے میں نہ رہو گے۔"

2 ۔ اللہ پر بھروسہ :۔ جنگ کی تیاری خواہ کتنی ہی کیوں نہ ہو، افواج کتنی ہی کثیر کیوں نہ ہوں، اسلحہ چاہے کتنا ہی مؤثر اور وافر کیوں نہ ہو، ایک مومن کے لیے فتح و نصرت کی ضمانت ہرگز نہیں

بلکہ اس کے لیے فتح اور نصرت کا دارومدار محض اللہ تعالیٰ کی مدد اور مہربانی پر ہوتا ہے، وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے۔ اور اسی کی بارگاہ سے فتح اور نصرت کا امیدوار رہتا ہے، اور کیوں نہ ہو کہ فرمانِ الٰہی ہے کہ:۔ "فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ○ اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ" (پ ۴۔ آل عمران ۱۵۹۔ ۱۶۰) ترجمہ:۔ "جب تم قتال فی سبیل اللہ کا عزم کر چکو تو توکل اللہ پر باندھ لو، بے شک اللہ پر بھروسہ کرنے ولوں کو اللہ پسند کرتا ہے۔ اگر اللہ تمہاری مدد کردے تو کوئی تم پر غالب نہیں ہو سکتا اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو پھر کون ہے جو تمہاری مدد کو آئے گا؟ اور مومنوں کو تو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔"

3۔ ثابت قدمی:۔ ثابت قدمی بھی جہاد میں کامیابی کا ذریعہ ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے بارہا قرآن میں ثابت قدم رہنے کا حکم فرمایا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے کہ :۔ "يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ" (پ ۱۰۔ الانفال ۴۵ تا ۴۶) ترجمہ:۔ "اے ایمان والو! جب کسی لشکر سے تمہارا مقابلہ ہو جائے تو ثابت قدم رہو اور اللہ کے نام کا ذکر کثرت سے کرو تاکہ کامیاب ہو جاؤ اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اور آپس میں مت جھگڑو کہ اس طرح تم بزدلی کا شکار ہو جاؤ گے اور تمہاری بندھی ہوئی ہوا اکھڑ جائے گی اور صبر کرو بے شک اللہ صبر کرنے والوں کا ساتھی ہے۔" مزید فرمانِ حق تعالیٰ ہے کہ :۔

"يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ ۚ وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗٓ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ" (پ ۹۔ الانفال۔ ۱۵ تا ۱۶) ۔ ترجمہ :۔ "اے ایمان والو! جب کافروں کے لشکر سے تمہارا سامنا ہو جائے تو انہیں پیٹھ مت دو۔ جو اس دن انہیں پیٹھ دے گا سوائے اس کے کہ لڑائی کی چال چلنے کے لیے یا اپنی جماعت میں جا ملنے کے لیے تو وہ اللہ کے عذاب کی طرف پلٹا اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ کیا ہی بری جگہ ہے پلٹنے کی"۔

4۔ اتحاد:۔ جنگ کے موقع پر تمام مجاہدین کا ایک دوسرے سے قول و فعل میں اتحاد بھی جنگ جیتنے کا ذریعہ ہے۔ اتحاد کا حکم اوپر گزر چکا ہے۔

5۔ ذکر اللہ کی کثرت:۔ دورانِ جنگ بکثرت ذکر اللہ کا حکم اوپر گزر چکا ہے ذکر اللہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کی برکت اور نصرت حاصل ہوتی ہے۔ مومنوں کے دل سکون اور حوصلے پاتے ہیں لیکن دشمن کے دل میں رعب اور ہیبت طاری ہوتی ہے جس سے فتح نصیب ہوتی ہے۔

6۔ اطاعتِ امیر:۔ جنگ میں امیرِ سپاہ کی اطاعت اور فرمانبرداری بھی فتح اور نصرت کا ذریعہ

ہوتی ہے امیر کے حکم کی نافرمانی شکست کا موجب ہوتی ہے جیسا کہ جنگِ اُحد میں حضور علیہ الصّلوٰۃ وَالسّلام کے ایک فرمان کو نظر انداز کرنے سے مسلمانوں کو خسارا اٹھانا پڑا تھا۔

7۔ کامیابی پر مغرور نہ ہونا:- اسلام میں کامیابی پر اکڑنا حرام ہے کیونکہ کامیابی محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہوتی ہے۔

8 ۔ احکامِ الٰہی کی پابندی:- دورانِ جنگ اگر احکامِ الٰہی کو نظر انداز کیا جائے تو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس لیے مجاہد کو ہر وقت احکامِ خداوندی کا پابند رہنا چاہیے۔

آدابِ جہاد

اسلام ایک دوسرے کے حقوق کے احترام ونگہبانی کا درس دیتا ہے تاکہ کسی کے ساتھ بے جا زیادتی نہ ہو اس لیے اسلام میں قانونِ جنگ کا بنیادی اصول یہ ہے کہ جہاں تک ممکن ہو سکے تلوار اٹھانے سے اجتناب کیا جائے اور پر امن بقائے باہمی کا موقع ہاتھ سے نہ جانے دیا جائے صرف ناگزیر حالات میں جہاد کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ لہٰذا جہاد بالسیف شروع کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ جہاد بالعلم، جہاد بالقلم اور جہاد باللسان کر لیا جائے تاکہ خواہ مخواہ کے خون خرابے سے بچا جا سکے۔ سب سے پہلے کافروں، منافقوں اور شرپسندوں کو احسن طریقے سے اسلام کی دعوت دی جائے تاکہ اگر کوئی شخص یا قوم یا معاشرہ برائیوں سے تائب ہو کر امن گاہِ اسلام میں آجائے تو صورتِ احوال کی اصلاح خود بخود ہو جائے گی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر دور میں اور ہر معاشرہ میں لوگوں کا ایک گروہ موجود ہوتا ہے جو مباحثوں میں الجھنے اور الجھانے کی کوشش کرتا ہے۔ اس گروہ کے افراد وعظ و نصیحت قبول نہیں کرتے بلکہ الزام تراشی، مناظرہ اور تمسخر سے اصلاح کی ہر کوشش کو سبوتاژ کرتے رہتے ہیں اس لیے ان کی ہٹ دھرمی سے کبھی بھی خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکلتا۔ اس قسم کے لوگ اگر اسلام قبول نہ کریں تو اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق ان پر جزیہ عائد کر دیا جائے۔ اگر وہ جزیہ دینا قبول کر کے اسلام کی بالادستی قبول کر لیں تو تبلیغِ اسلام کی راہ کھل جائے گی اور وہاں کے لوگ اسلام قبول کرنے میں آزاد ہو جائیں گے، اگر وہ جزیہ دینے پر رضامند نہ ہوں اور ہر صورت میں اسلام کا راستہ روکنے پر بضد ہوں تو پھر مسلح جہاد کے سواء اور کوئی چارۂ کار باقی نہیں رہتا۔ اس صورت میں اگر جہاد بالسیف نہ کیا جائے تو مفسدین کی حوصلہ افزائی ہو گی۔ اسلام میں جنگ کا مقصود کسی ملک کو فتح کرنا یا حریف کو ذاتی اغراض کے تحت موت کے گھاٹ اتارنا یا اس پر کاری ضرب لگانا نہیں بلکہ جارحیت اور فتنہ و فساد کا ردّ ہے۔ لیکن اس میں خیال رکھا گیا ہے کہ ضرورت کے تحت صرف اتنی قوت استعمال کی جائے جو ناگزیر ہو۔ لڑائی کا دائرہ صرف ان عناصر تک محدود رکھا جائے جو عملاً لڑائی میں شامل ہوں، باقی تمام امن پسند شہریوں کو جنگ کے ہلاکت خیز اثرات سے محفوظ رکھا جائے۔ جہاد بالسیف کو قتال فی سبیل اللہ اسی لیے تو کہتے ہیں کہ لڑائی کے دوران کوئی نفسانی خواہش، ملک گیری کی ہوس، کسی کے خلاف جذبۂ انتقام، حصولِ اقتدار کی آرزو اور شہرت و ناموری کی ہوس کی بجائے اللہ تعالیٰ کی

خوشنودی اور رضا اُس کی متحرک ہوتی ہے۔

؎ شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مومن　　نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

علامہ اقبالؒ

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کا بیان ہے کہ :۔" ایک شخص حضور علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ کوئی شخص مالِ غنیمت کے حصول کی خاطر جہاد کرتا ہے، کوئی شجاعت و بہادری کے مظاہرے کے لیے لڑتا ہے اور کوئی شہرت و ناموری کے لیے جنگ کرتا ہے۔آپ فرمایئے کہ اُن میں سے کس کی جنگ فی سبیل اللہ ہے ؟ فرمایا :۔اللہ کی راہ میں جنگ تو صرف اُس شخص کی ہے جو محض اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی کے لیے جہاد کرتا ہے۔" (بخاری)

حضرت معاذ بن جبلؓ کا بیان ہے کہ حضور علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام نے فرمایا :۔"لڑائی دو قسم کی ہوتی ہے، ایک وہ جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے لڑی جائے اور اُس میں اگر کسی نے اپنے امیر کی اطاعت کی ،مال خرچ کیا، فساد و لوٹ مار سے گریز کیا تو اُس کا سونا جاگنا سب اجر کا مستحق ہے اور جس نے نمود و نمائش کے لیے لڑائی کی، امیر کی نافرمانی کی اور زمین میں فساد پھیلایا تو برابر بھی نہ چھوٹے گا (یعنی اُلٹا عذاب کا مستحق ہوگا)" (بخاری)

ترک جہاد کی سزا

فرمانِ حق تعالیٰ ہے :۔اِلَّا تَنۡفِرُوۡا یُعَذِّبۡکُمۡ عَذَابًا اَلِیۡمًا ۙ۬ وَّ یَسۡتَبۡدِلۡ قَوۡمًا غَیۡرَکُمۡ وَ لَا تَضُرُّوۡهُ شَیۡـًٔا ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ۝ (پ ۱۰ التوبہ ۱۹) ترجمہ :"اگر تم جہاد کے لئے نہ نکلو گے تو اللہ تمہیں دردناک سزا دے گا اور تمہاری جگہ کسی اور قوم کو اٹھالائے گا اور تم اللہ کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکو گے اور اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔" حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا بیان ہے کہ حضور علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام نے فرمایا کہ :۔"جب لوگ جہاد کرنا چھوڑ دیں گے تو اللہ تعالیٰ اُن پر سخت ابتلاء مسلّط کر دے گا اور وہ اُس سے اُس وقت تک نہ نکل سکیں گے جب تک کہ اپنے دین کی طرف نہ لوٹ آئیں گے۔" (مسندِ احمد، ابو داؤد) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا بیان ہے کہ میں نے حضور علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام کو حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے فرماتے سنا ہے کہ :۔ "اے ثوبانؓ! اُس وقت تمہاری حالت کیا ہوگی جب تم پر دوسری قومیں اِس طرح ٹوٹ پڑیں گی جس طرح کہ تم کھانے کے برتن پر لقمے لینے کے لئے ٹوٹ پڑتے ہو؟" حضرت ثوبانؓ نے عرض کی :"میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اے اللہ کے رسول ﷺ کیا ہماری یہ حالت قِلتِ تعداد کی وجہ سے ہوگی ؟" حضور علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام نے فرمایا :۔"نہیں بلکہ تعداد میں تم زیادہ ہوگے لیکن تمہارے دلوں کے اندر کمزوری اور بزدلی پیدا ہو جائے گی۔" دوسرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی :۔"یارسول اللہ ﷺ کمزوری سے کیا مراد ہے ؟" فرمایا :" تمہارا دُنیا کی محبت میں گم ہو جانا اور لڑائی سے جی چرانا کمزوری ہے۔"

اپیل

عالم اسلام کے تمام مومنین سے پُرزور اپیل ہے کہ "عالمی تنظیم العارفین" کے مجاہدین میں شامل ہو کر عملی طور پر جہادِ فی سبیل اللہ میں جان و مال کی قربانی دیں اور اللہ کی زمین پر اللہ کے دین کی حکمرانی قائم کریں۔ وَمَا عَلَیۡنَآ اِلَّا الۡبَلٰغُ ۔

خاکسار :-

سَیّد امیر خان نیازی سروری قادری

ساکن ڈرے خیلانوالہ 'چھدرُو روڈ' میانوالی۔

حال :-

محلہ سرگوجرہ غربی' چکوال۔

نوٹ

صدقات، خیرات، فطرانہ، زکوٰۃ ، چرم ہائے قربانی اور مجاہدین کے لیے ملبوسات،

عالمی تنظیم العارفین

کے مجاہدین کو دے کر دنیا و آخرت کی کامیابی سے ہم کنار ہوں۔